اسلام میں عورت ایک با عزت و باوقعت دولت

مولانا سید محمد جابر جوراسی

کل سے لے کر آج تک عالمی ثقافت میں عورت کو ایک بے وقعت اور قابلِ تجارت شرم ناک وجود کا درجہ دیا گیا ہے جو عورت کی صریحی توہین اور ایک انتہائی باوقار وجود کی تذلیل ہے چنانچہ کل بھی یہی دیکھا گیا اور آج بھی آئے دن اس کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے کہ اس باعزت وجود کو طرح طرح سے اذیت و ذلت کا شکار بنایا جاتا ہے لیکن اسلام کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

۲۰/جمادی الاخر عالم انسانیت کی ایک ایسی معتبر ترین خاتون جن کی سیرت پوری دنیا کی خواتین کے لئے نمونۂ عمل ہے ان کی ولادت کی تاریخ ہے۔ اس دن کو بانی انقلاب اسلامی ایران حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی علیہ الرحمہ نے عالمی یوم خواتین کا نام دیا ہے۔ یہ دن دنیا پر ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں خواتین کی کیا اہمیت و عظمت ہے۔ حسن اتفاق ہے کہ قائد انقلاب اسلامیؒ کا یوم ولادت بھی یہی ۲۰/جمادی الاخری ہے[۱]۔ یہ جو آج اسلامی جمہوریہ ایران میں مغرب نے حجاب کا شاخسانہ پیدا کیا ہے دراصل یہ اسلامی ثقافت کے مثبت اثرات کو برداشت نہ کر پانے کا منفی نتیجہ ہے۔ مغرب نہیں چاہتا ہے کہ اس نے عورت کو جس بدترین درجہ پر پہنچا دیا ہے اس سے وہ ابھر سکے جبکہ اسلام اسے عزت واحترام کے اعلیٰ درجے پر پہنچانا چاہتا ہے۔ مغربی ثقافت کیا ہے وہ باقاعدہ دیکھی اور سمجھی جاسکتی ہے۔

بنام جشن سال نو مسیحی سال کے آغاز پر پوری دنیا میں جو طوفانِ بدتمیزی برپا ہوتا ہے وہ قابلِ تشریح نہیں ہے۔ نائٹ کلب، اور ہوٹلوں کے ہال، وہ وہ مناظر پیش کرتے ہیں کہ جس میں عورت کو انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور یہی نہیں بلکہ بالآخر اسے اذیتوں کا شکار بنا دیا جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہیں

۱۔ ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۲۰ ہجری قمری، مطابق ۲۴/ستمبر ۱۹۰۲ء

اور نہیں جاتے اپنے ملک کے دارالحکومت دہلی میں ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۲ اور یکم جنوری ۲۰۲۳ کی درمیانی رات کو جو واقعہ پیش آیا اس کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں اس لئے بھی کہ ہمارا ملک مغربی تہذیب کا دلدادہ نہیں ہے پھر بھی مغربی تہذیب سے جو ممالک متاثر ہوتے ہیں اس کی زد میں ہمارا ملک بھی آجاتا ہے۔

نئے سال کے پہلے ہی دن قومی راجدھانی کے علاقے کنجھاوالا میں لڑکوں کی گاڑی سے ٹکرانے کے بعد اسکوٹی پر سوار لڑکی کو سڑک پر کئی کلومیٹر تک گھسیٹا گیا جس سے متاثرہ لڑکی کی موت ہوگئی۔

مذکورہ بالا واقعہ کی طرح ہی اسی شب کو نئی دہلی سے ملے ہوئے یوپی کے علاقے نوئیڈا میں بھی ایک واقعہ پیش آیا اور دنیا میں کہاں کہاں کون کون سے افسوسناک واقعات پیش آئے ہوں گے ان کا احاطہ اس مضمون میں ممکن نہیں ۔دراصل یہ صورت حال اس جدید مغربی کلچر کا نتیجہ ہے جس میں شرم وحیاء بالائے طاق ہوتی ہے، بے حجابی انتہا پر ہوتی ہے۔زن ومرد کے مخلوط بود وباش کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

بیشک اس طرح کے مجرمین سخت سے سخت سزا کے مستحق ہوتے ہیں جو اپنی کارستانیوں سے معاشرے کو داغدار بناتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ اس بات کی جانب بھی توجہ دینا ضروری ہے کہ صنف نسواں کو آزاد معاشرے کا حصہ نہ بنانا چاہئے تاکہ مذکورہ بالا جیسے واقعات سے بچا جاسکے۔عورت کو اگر حفاظتی دائرے میں نہ رکھا جائے تو اس کی حیثیت ایک ایسی سونے چاندی کی مورتی جیسی ہوتی ہے جسے بغیر کسی حفاظت کے چوراہے پر رکھ دیا جائے اور یہ پابندی لگادی جائے اگر کسی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔شاطر چور اس اعلان کے باوجود نظریں بچا کر اپنا کام کر جاتے ہیں۔اور ایسا ہی کچھ موجودہ معاشرے میں ہوتا آرہا ہے۔

اسلام نے حجاب وغیرہ کے ذریعہ ایک طرف عورت کی حفاظت کا انتظام کیا تو دوسری طرف محرم ونامحرم کے مسائل کے ذریعہ عورتوں اور مردوں کو متعینہ حدود کے حصار میں رکھا۔دورِ جاہلیت میں جب اسلام کی نشاۃ نو کی روشنی پھیلی نہیں تھی تو لڑکی کو انتہائی کمتر درجہ دیا جاتا تھا بلکہ عام فکر یہی تھی کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہی نہ ہونے پائے اور اگر پیدا ہو بھی جائے تو اسے انتہائی فال بد سمجھا جاتا تھا۔قرآن مجید نے اس کی جانب اس طرح اشارہ کیا ہے:

وَاِذَابُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ۔ ترجمہ: جب کسی کو خبر دی جاتی تھی کہ تمہارے یہاں بیٹی ہوئی ہے تو چہرہ سیاہ ہو جاتا تھا اور اسے غصہ آجاتا تھا[۱]۔

۱۔ سورہ نحل، آیت ۹۵

صرف غصہ ہی نہیں آتا تھا بلکہ خطہ عرب میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے بڑی بے دردی سے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسلام میں یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ حشر میں ایسے مجرموں سے سخت باز پرس ہو گی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ (٨) بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ (٩)

ترجمہ: اور جب زندہ در گور لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ انہیں کس گناہ میں مارا گیا ہے؟![1]

عراق کے فرماں روا نعمان بن منذر نے مخالفین پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا، ان کے اموال کو لوٹ لیا اور ان کی لڑکیوں کو اسیر کر لیا۔ بنی تمیم خاندان کے سردار اس کی خدمت میں پہنچے اور اس سے درخواست کی کہ ان کی لڑکیوں کو واپس کر دے۔ بعض لڑکیوں نے قید خانہ میں شادی کر لی تھی لہٰذا نعمان بن منذر انہیں اختیار دے دیا کہ خواہ اپنے شوہروں کے ساتھ زندگی گزاریں یا پھر طلاق لے کر اپنے والدین کے ساتھ واپس چلی جائیں۔ قیس بن عاصم جو کہ بنی تمیم خاندان کے سرداروں میں سے تھا، اس کی لڑکی نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، قیس بن عاصم کے لئے یہ بات ناقابل برداشت تھی، چنانچہ اس نے یہ عہد کیا کہ آج کے بعد اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دے گا، رفتہ رفتہ یہ رسم دوسرے قبیلوں میں بھی سرایت کر گئی، یہاں تک کہ قیس حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، انصار میں سے کسی شخص نے اس کی لڑکی کے بارے میں سوال کیا؟

قیس نے کہا: میں نے اپنی ساری لڑکیوں کو در گور کر دیا اور مجھے کوئی احساس نہیں ہوا سوائے ایک مرتبہ کے، وہ اس طرح کہ ایک بار میں سفر پر گیا اور گھر میں پیدائش ہونے والی تھی، اتفاق سے سفر طولانی ہو گیا، واپس آکر میں نے اپنی بیوی سے بچہ کی پیدائش کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے کہا: بچہ مرا ہوا پیدا ہوا تھا، لیکن درحقیقت لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ اس نے قتل کے خوف کی وجہ سے لڑکی کو اپنی بہنوں کے سپرد کر دیا تھا، کافی عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ لڑکی جوان ہو گئی اور مجھے اس کی کوئی خبر نہیں تھی، ایک دن میں اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا اچانک ایک لڑکی گھر میں داخل ہوئی اور اپنی ماں کو تلاش کرنے لگی، لڑکی بہت خوبصورت تھی، بالوں کو سنوارے ہوئے تھی اور گردن میں ہار پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے پوچھا: یہ لڑکی کس کی ہے؟

۱۔ سورہ تکویر، آیت ۸۔۹

اس نے رو کر کہا: یہ آپ کی لڑکی ہے، جو اس وقت پیدا ہوئی تھی جب آپ سفر پر گئے ہوئے تھے، میں اسے آپ کے ڈر سے چھپائے ہوئے تھی، میرے چپ رہنے سے میری بیوی نے سوچا کہ میں راضی ہوں اور اسے قتل نہیں کروں گا۔ اس طرح کچھ عرصہ بعد میری بیوی اطمینان کے ساتھ گھر سے چلی گئی۔ میں اپنے عہد و پیمان کے مطابق اپنی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اسے آبادی سے بہت دور لے گیا، گڑھا کھودتے وقت لڑکی نے کئی بار مجھ سے پوچھا: بابا جان! آپ گڑھا کیوں کھود رہے ہیں؟ گڑھا کھودنے کے بعد میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچ کر اس میں گرادیا۔ اور اس کے اوپر مٹی ڈال دی اور اس کے دل خراش نالہ وبکا پر کان نہیں دھرا۔ وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی، بابا جان! آپ مجھے مٹی میں دبا رہے ہیں؟ اور مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر ماں کے پاس جارہے ہیں؟ اور میں اسی طرح اسکے اوپر مٹی ڈالتا رہا یہاں تک کہ وہ گڑھے میں دب گئی، پس اس مقام پر میرا دل آزردہ خاطر ہوا۔ جب قیس کی باتیں ختم ہوئیں تو رسول خداؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ نے کہا: اِنَّ هٰذِهِ لَقَسْوَةٌ وَمَن لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَم۔ یعنی یہ پتھر دل آدمی کا کام ہے اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا خداوند عالم کی رحمت اس کے شامل حال نہیں ہوتی۔ ابن اثیر کتاب "اسد الغابہ" مادہ قیس میں نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے اس سے پوچھا: تو نے اب تک کتنی لڑکیاں زندہ درگور کی ہیں؟ اس نے کہا: بارہ۔[۱]

اسلام میں لڑکیوں کی جو عزت و وقعت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

> اَلبِنَاتُ حَسَنَاتٌ وَالبَنُوْنَ نِعمَةٌ فَاِنَّمَا يُثَابُ عَلَى الحَسَنَاتِ وَيُسَالُ عَنِ النِّعْمَةِ۔
>
> ترجمہ: لڑکی نیکی (رحمت و برکت) ہے اور لڑکا نعمت ہے۔ انسان کو نیکیوں (رحمتوں) کے بدلہ اجر و ثواب ملے گا اور نعمتوں کے عوض اس سے بازپرس کی جائے گی۔[۲]

لڑکیوں کو لڑکوں پر ترجیح دینے کا خصوصی حکم ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

> مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَاشْتُرِىَ تُحْفَةً فَحَمَلَهَا الى عِيَالِهِ كان كحامل صَدَقَةً الى قَوْمٍ مَحَاوِيجَ وليبدا بالاناث قَبْلَ الذكور فَاِنْ مَنْ فَرَّحَ اِبْنَتَهُ فكانما أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وُلْدِ اسماعيل وَمَنْ أَقَرَّ بِعَيْنِ ابْنٍ فكانما بكى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَمَنْ بكى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ اَدْخَلَهُ اللهُ جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔
>
> ترجمہ: جو بھی بازار جائے اور اپنے گھر والوں کے لئے ہدیہ خریدے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو ضرورت مندوں کو صدقہ دیتا ہے اور جب یہ ہدیہ لے کر گھر جائے تو بچوں میں لڑکوں

۱۔ فروع ابدیت، جلد ۵، ص ۴۸ و جعفر سبحانی، نقل از "حیات محمد" ص ۲۴ و ۲۵، محمد علی والمین

۲۔ فروع کافی، جلد ۶، ص ۶

سے پہلے لڑکیوں کو یہ ہدیہ دے کیوں کہ جو کوئی بھی اپنی لڑکی کو خوش کرتا ہے وہ اس انسان کی طرح ہے جس نے فرزندان اسماعیل میں سے کسی ایک بندے کو آزاد کیا ہو اور جو بھی کسی بچے کی آنکھوں میں (خوشی کی) چمک پیدا کرے گویا اس نے خوف خدا میں گریہ کیا اور جو بھی خوف خدا سے گریہ کرے تو خداوند عالم اسے جنت داخل کر دیتا ہے[۱]۔

امام جعفر صادقؑ نے رسول اکرمؐ کے حوالے سے بیان کیا ہے:

"جس شخص نے بھی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی صحیح سرپرستی اور پرورش کی ہے تو اس پر جنت واجب ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا: اگر دو ہوں؟ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اگر دو کی بھی صحیح سرپرستی کی تب بھی اس پر جنت واجب ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اگر ایک لڑکی ہو؟ فرمایا وہ بھی اسی طرح ہے[۲]۔"

بالفاظ دیگر منقول ہے کہ:

قَالَ الصَّادِقُ ؑ: قَالَ: مُحَمدُ بنُ عليٍ بْنِ الحُسَيْنِؑ مَن عال اِبْنَتَيِنِ أَوْ أُخْتَيِنِ أَوْعَمَّتَيْنِ أَوْخَالَتَيْنِ حَجَبَتَاهُ مِنَ النَّار۔

امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش کی یا دو پھوپھیوں اور خالاؤں کا بار زندگی برداشت کیا تو یہ عمل اسے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بن جائے گا[۳]۔

حضرت خاتم الانبیاءﷺ کی سب سے منفرد وسب سے باوقار زوجہ، زوجۂ اولیٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تھیں۔ انہوں نے اپنی بہن ہالہ بنت خویلد کی تین بیٹیوں کی پرورش حقیقی بیٹیوں کی طرح کی لیکن خود ان کے بطن مبارک سے تین یا چار بیٹوں کے ساتھ صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ مصلحت کردگار سے بیٹے کمسنی ہی میں ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور باپ حضرت محمد مصطفیؐ کو داغ مفارقت دے گئے۔ صرف ایک بیٹی زندہ رہی جو اولین وآخرین کی تمام عورتوں کی سردار بنیں۔ شفیعہ روز جزا، خاتون

۱۔ وسائل الشیعہ، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۷
۲۔ فروع کافی، جلد ۶، ص ۶
۳۔ وسائل الشیعہ (آل البیت)، حُر عاملی، جلد ۲۱، صفحہ ۳۶۲

جنت، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہاجب اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوتیں پیغمبرؐ ان کی تعظیم کے لئے اٹھتے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔اس طرح پوری دنیا کوآپ نے یہ پیغام دے دیا کہ دیکھو میری نظر میں بیٹی کی کیااہمیت ہے اور پھر بیٹی جب فاطمہ بتول عذراء جیسی ہو تواس کی تعظیم واحترام تو معمولات پیغمبر کا حصہ ہونا ہی چاہئے۔

قریبی رشتوں کے لحاظ سے صنف نسواں کو جن درجات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہیں۔پہلی منزل میں وہ کسی کی بیٹی ہوتی ہے اور بیٹی کے سلسلے میں اسلام کے کیا تعلیمات ہیں وہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔دوسری منزل میں خاتون کسی کی بہن ہوتی ہے اور بہنوں کی پرورش و نگہداشت کے سلسلے میں روایت گزر چکی ہے۔یہ بہن ہی کا رشتہ تھا کہ جس نے تاریخ اسلام کو کربلا کے سائے میں بہت کچھ دیا ہے۔میدانِ کربلا میں امام حسینؑ کے بعد جو اہم ترین شخصیت تھی وہ حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی تھی جو امام حسینؑ کی بہن تھیں جن کو ثانی زہرا اور شریکۃ الحسینؑ کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔کربلا کو اگرامام حسینؑ نے سنبھالا تو واقعات کربلا کے بعد امام سجادؑ کے ساتھ جو کردار سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا ہے۔ان کو بھی یہ خصوصیت حاصل تھی کہ جس طرح حضرت زہرا علیہا السلام کی آمد پر پیغمبرؐ اسلام ان کی بہت تعظیم فرماتے تھے اسی طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی آمد پر حضرت امام حسینؑ تعظیماً اٹھتے اور دنیا کو رُتبہ زینبؑ سے آگاہ فرماتے۔

یوں بھی بہن کا رشتہ ایک خصوصی رشتہ ہوتا ہے۔ماں کے بعد اسی رشتہ میں سب سے زیادہ محبت وانسیت کی خو پائی جاتی ہے۔حکایت ہے کہ شاہانِ گزشتہ میں کسی حکمراں کے یہاں تین مجرمین کو گرفتار کرکے لایا گیا اتفاق سے وہ تینوں ایک خاتون کے رشتہ دار تھے ایک بھائی تھا دوسرا شوہر تھا اور تیسرا اس کا بیٹا تھا۔ وہ خاتون فریادی بن کر بادشاہ کے پاس پہنچی اور ان تینوں کی رہائی کی درخواست کی۔ بادشاہ نے از راہ ترحم یہ کہا کہ جرائم شدید ہیں تینوں کو نہیں رہا کیا جاسکتا ہاں ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلو اسے میں رہا کردوں گا۔اس خاتون نے مجرمین میں سے ایک شخص کا انتخاب کیا جو اس کا بھائی تھا۔ بادشاہ نے وجہِ انتخاب پوچھی تو اس نے جواب دیا اگر میرا شوہر نہ رہا تو میں جوان ہوں دوسرا شوہر مجھے مل سکتا ہے ، اور اگر شوہر ہو تو دوسرے بیٹے کے بھی امکانات ہیں لیکن میرے والدین اس دنیا میں ہیں نہیں اور ان کی واپسی ناممکن ہے لہٰذا اگر بھائی نہ رہا تو کوئی دوسرا بھائی مجھے نہیں مل سکتا۔

تیسرے مرحلے میں بیوی کا رشتہ ہوتا ہے۔زوجہ کے سلسلے میں اسلام میں جو حقوق متعین کئے گئے ہیں وہ دیگر مذاہب کے مقابلے میں منفرد ہیں۔ دنیاوی زندگی میں سب سے قیمتی دولت سکون کی دولت ہوا کرتی ہے قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبانِ فکر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں[1]۔

اب اگر اس رشتہ میں سکون کا فقدان ہو تو ایسا یا تو شوہر کی زیادتیوں یا بیوی کی سرتابیوں کا نتیجہ ہے۔ اسلام کے اخلاقی تعلیمات میں بیوی کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ امام زین العابدینؑ بیوی کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَ أَمَّا حَقُّ رَعِيَّتِكَ بِمِلْكِ النِّكَاحِ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهَا سَكَناً وَ مُسْتَرَاحاً وَ أُنْساً وَ وَاقِيَةً وَكَذٰلِكَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا يَجِبُ أَنْ يَحْمَدَ اللّٰهَ عَلَى صَاحِبِهِ وَيَعْلَمَ أَنَّ ذٰلِكَ نِعْمَةٌ مِنْهُ عَلَيْهِ وَ وَجَبَ أَنْ يُحْسِنَ صُحْبَةَ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَيُكْرِمَهَا وَيَرْفَقَ بِهَا وَإِنْ كَانَ حَقُّكَ عَلَيْهَا أَغْلَظَ وَ طَاعَتُكَ بِهَا أَلْزَمَ فِيمَا أَحْبَبْتَ وَ كَرِهْتَ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً فَإِنَّ لَهَا حَقَّ الرَّحْمَةِ وَ الْمُؤَانَسَةِ وَ مَوْضِعُ السُّكُونِ إِلَيْهَا قَضَاءُ اللَّذَّةِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْ قَضَائِهَا وَ ذٰلِكَ عَظِيمٌ وَ لا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔ فَانَّ لَهَا عَلَيْكَ أَنْ تَرْحَمَهَا لأَنَّهَا أَسِيرُكَ و تُطْعِمُهَا و تَكْسُوهَا، فإذا جَهِلَتْ عَفَوْتَ عَنْهَا۔

بیوی کے سلسلے میں نکاح کے ذریعہ جو حق تمہارے اوپر مسلم ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ اسے خدا نے تمہارے لئے باعث سکون و آرام اور مونس و انیس اور نگہبان قرار دیا ہے۔ اسی طرح تم دونوں پر یہ فرض ہے کہ اپنے شریک حیات کے وجود پر خدا کا شکر ادا کرو اور وہ یہ جان لے کہ یہ خدا کی نعمت ہے جو اس نے اسے عطا کی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ خدا کی نعمت کی قدر کرے اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اگرچہ تمہاری شریک حیات پر تمہارا حق زیادہ سخت ہے اور جو تم پسند کرتے ہو اور جو پسند نہیں کرتے اس میں اس پر تمہاری طاعت زیادہ لازم ہے۔ بس اس میں گناہ نہ ہو۔ لیکن اس کا بھی تم پر یہ حق ہے کہ تم

۱۔ سورہ روم، آیت ۲۱

اس کے ساتھ نرمی و محبت سے پیش آؤ اور وہ بھی اس لذت اندوزی کے لئے تمہارے لئے مرکز سکون ہے کہ جس سے مفر نہیں ہے اور یہ بجائے خود بہت بڑا حق ہے اور خدا کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے۔اس کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ نرمی و محبت سے پیش آؤ کہ وہ تمہاری اسیر ہے اسے کھانا کھلاؤ کپڑا پہناؤ اور اگر اس سے نادانی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کردو[۱]۔

اسلام میں یہ اجازت نہیں ہے کہ خانگی امور میں عورت پر کوئی زیادتی کی جائے یا اس پر محنت و مشقت کا بار ڈال دیا جائے۔ اپنی مرضی سے جو وہ کرے اس کا کیا کہنا لیکن شوہر اپنی خدمت کے لئے اس کو مجبور نہیں کر سکتا۔ البتہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۴ میں جن حالات میں عورت پر سختی کا حکم ہے وہ غیر معمولی حالات ہیں۔ پھر بھی ایسی سختی نہ ہو کہ جس سے عورت کو کوئی جسمانی نقصان پہنچ جائے۔ عورت پر سختی خانگی امور میں عدم تعاون یا سستی پر نہیں ہوگی بلکہ ترک واجب یا حرام پر عمل کرنے میں انتہائی جسور ہو جانے کی وجہ سے یا بیوی کی حیثیت سے اس پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان میں بلاسبب عدم تعاون کی وجہ سے مذکورہ سختی ہوگی، وہ بھی دو مرحلوں کے گزر جانے کے بعد میں جس میں نرمی سے سمجھانے بجھانے اور راہ راست پر لانے کا اشارہ ہے اور دنیا کا کوئی بھی قانون کسی کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ قانون شکنی کرے اگر ایسا وہ کرتا ہے تو اس کی سزا کے پیمانے مقرر ہیں چاہے وہ جرم کرنے والا مرد ہو یا کوئی عورت۔ در اصل یہ نظام کو چست و درست رکھنے کا ایک مرحلہ ہے جس سے چشم پوشی مسائل کو ختم نہیں کرتی ہے بلکہ مسائل پیدا کر دیتی ہے۔

بیوی سے حسن سلوک کے سلسلے میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت ہمارے لئے بہترین نمونۂ عمل ہے بالخصوص امیر المومنین حضرت علیؑ کا یہ طریقہ کار تھا کہ وہ گھر کے کاموں میں حضرت سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا ہاتھ بٹاتے اور دعائے پیغمبرؐ کے حقدار بنتے۔ اس سلسلے میں متعدد واقعات تاریخ کا حصہ ہیں جن کا تذکرہ مضمون کو طولانی بنادے گا۔

رشتوں میں سب سے معتبر رشتہ ماں کا ہوتا ہے۔ اس رشتہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام خاتم الانبیاءؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو جس خصوصی لقب سے نوازا وہ تھا "ام ابیھا" یعنی اپنے باپ کی ماں کا درجہ رکھنے والی۔ بزرگوں کے رشتوں میں باپ کی نسبت سے پھوپھیوں کا رشتہ ہوتا ہے جس کے سلسلے میں روایت گزر چکی ہے کہ جو دو پھوپھیوں کا بار زندگی اٹھائے یہ عمل اسے دوزخ کی آگ

۱۔ رسالہ حقوق امام زین العابدینؑ، ترجمہ مولانا محمد حسنین باقری، ص ۲۵

سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس میں بھی عمل معصومینؑ رہنما ہے۔ بالخصوص امام زین العابدینؑ کا اپنی پھوپھی حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کے سلسلے میں بے حد احترامی رویہ اسلام میں اس رشتہ اور جناب زینبؑ کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ واقعہ کربلا کے بعد قدم قدم پر امام زین العابدینؑ پیش آنے والے مسائل میں جناب زینب کی طرف رجوع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ماں کی نسبت سے خالاؤں کا رشتہ ہوتا ہے اس کے بارے میں بھی روایت گزر چکی ہے۔

ایک انتہائی گنہگار شخص خدمت پیغمبرؐ میں حاضر ہوا اپنے ایک شدید ترین جرم کا اعتراف کیا اور عرض کیا کہ کیا اس کا کوئی جبران ہے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تمہاری خالہ ہے؟۔اس نے جواب دیا ہاں خالہ زندہ ہے۔آپ نے فرمایا خالہ مثل ماں کے ہے۔ جاؤ اس سے حسن سلوک کرو تاکہ تمہارے اس شدید ترین جرم کا کچھ جبران ہو جائے۔[1]

ارشاد گرامی الٰہی ہے :

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے میں وصیت کی ہے کہ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا ہے اور اس کی دودھ بڑھائی بھی دو سال میں ہوئی ہے کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کرو کہ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے[2] ۔

اس آیت کریمہ میں وصیت ماں باپ دونوں کے لئے ہے لیکن ماں کا تذکرہ خصوصی طور پر ہے وہ بھی اس کی زحمت کے حوالے سے جو اس نے رنج پر رنج جھیلنے کے بعد انسان کو اپنے شکم میں اٹھایا۔ ماں کے سلسلے میں بھی امام زین العابدین علیہ السلام کا قیمتی ارشاد گرامی اس طرح ہے:

فَحَقُّ أُمِّكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهَا حَمَلَتْكَ حَيْثُ لَا يَحْمِلُ أَحَدٌ أَحَداً وَ أَطْعَمَتْكَ مِنْ ثَمَرَةِ قَلْبِهَا مَا لَا يُطْعِمُ أَحَدٌ أَحَداً وَ أَنَّهَا وَقَتْكَ بِسَمْعِهَا وَ بَصَرِهَا وَ يَدِهَا وَ رِجْلِهَا وَ شَعْرِهَا وَ بَشَرِهَا وَ جَمِيعِ جَوَارِحِهَا مُسْتَبْشِرَةً بِذَلِكَ فَرِحَةً مُوَابِلَةً مُحْتَمِلَةً لِمَا فِيهِ مَكْرُوهُهَا وَ أَلَمُهَا وَ ثِقْلُهَا وَ غَمُّهَا حَتَّى دَفَعَتْهَا عَنْكَ يَدُ الْقُدْرَةِ وَ أَخْرَجَتْكَ إِلَى الْأَرْضِ فَرَضِيَتْ أَنْ

۱۔ دیکھئے سفینۃ البحار، شیخ عباس قمی

۲۔ سورہ لقمان، آیت ۱۴

تَشْبَعَ وَ تَجُوعَ هِیَ وَ تَکْسُوكَ وَ تَعْرَی وَ تُرْوِیكَ وَ تَظْمَأُ وَ تُظِلُّكَ وَ تَضْحَی وَ تُنَعِّمُكَ بِبُؤْسِهَا وَ تُلَذِّذُكَ بِالنَّوْمِ بِأَرَقِهَا وَ کَانَ بَطْنُهَا لَكَ وِعَاءً وَ حَجْرُهَا لَكَ حِوَاءً وَ ثَدْیُهَا لَكَ سِقَاءً وَ نَفْسُهَا لَكَ وِقَاءً تُبَاشِرُ حَرَّ الدُّنْیَا وَ بَرْدَهَا لَكَ وَ دُونَكَ فَتَشْكُرُهَا عَلَی قَدْرِ ذَلِكَ وَ لَا تَقْدِرُ عَلَیْهِ إِلَّا بِعَوْنِ اللّٰهِ وَ تَوْفِیقِهِ۔[1]

ترجمہ: تم پر تمہاری ماں کا حق یہ ہے کہ تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ تمہیں ایک مدت تک (شکم میں) اس طرح اٹھائے رہی کہ اس طرح کوئی کسی کو نہیں اٹھاتا ہے۔ (یعنی تقریباً نو ماہ تک تمہارے حمل کو اپنے شکم میں رکھا) اور اپنے میوۂ دل دودھ سے تمہیں اس طرح شکم سیر کیا کہ کوئی کسی کو اس طرح شکم سیر نہیں کرتا۔ اپنے کان، آنکھ، ہاتھ، پیر، بال، کھال، بلکہ اپنے تمام اعضاء وجوارح کے ساتھ خوشی خوشی تمہارا وزن اٹھائے پھرتی رہی۔ اگر چہ اس کی وجہ سے مسلسل زحمتوں اور تکلیفوں اور مشکلوں میں مبتلا رہی، یہاں تک کہ دست قدرت نے تمہیں اس سے جدا کر دیا اور تمہیں زمین پر اتار دیا تب بھی اس نے تمہیں شکم سیر کیا خود بھوکی رہی، تمہیں لباس پہنایا خود بے لباس رہی، تمہیں سیراب کیا خود پیاسی رہی، خود دھوپ کی شدت میں رہی تمہیں سایہ میں رکھا۔ اس کی بے چینیوں کے سائے میں تم نے آرام پایا، خود بیدار رہی تمہیں سلایا، اس کا شکم تمہارا مسکن، اور اس کا گھر تمہاری حفاظت کا محل تھا اس کے پستان تمہارے دودھ پینے کے لئے چشمہ اور اس کا نفس تمہارا نگہبان تھا تمہارے لئے اس نے سردی وگرمی کو برداشت کیا اس کی ان زحمتوں اور تکلیفوں کا شکریہ ادا کرو لیکن تم خدا کی مدد و توفیق کے بغیر اپنی ماں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

ماں کے ساتھ حسن سلوک اور اس کے مرتبہ واحترام کے سلسلے میں احادیث و روایات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ ماں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں کوئی مذہب و ملت کی بھی قید نہیں رکھی گئی ہے۔

زکریا بن ابراہیم سے روایت ہے کہ میں عیسائی تھا، اسلام لایا حج کے لئے گیا۔ حج کی واپسی پر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن میرا خانوادہ عیسائی مذہب ہی پر ہے۔ میرے ماں باپ بھی موجود ہیں اور ماں نابینا ہے۔ کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اپنے گھر والوں سے رابطہ رکھوں؟

۱۔ رسالۂ حقوق امام زین العابدینؑ

امامؑ نے پوچھا وہ سور کا گوشت تو نہیں کھاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ امامؑ نے فرمایا ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی واحسان کرو۔ اور جب اس کی مدت حیات تمام ہو جائے اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو تو اس کے دفن وکفن کی ذمہ داری لو۔ میں جب سفر سے آیا تو حکم امامؑ کی روشنی میں اپنی ماں سے بہت لطف و مہربانی سے پیش آنے لگا اسے میں اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتا۔ اس کا لباس درست کرتا اس کے سر میں کنگھی کرتا اور اس کی خدمت میں مشغول رہتا۔

میری ماں نے جب یہ تبدیلی دیکھی تو پوچھا کہ جب تک تم میرے مذہب پر تھے تمہارا یہ سلوک نہیں تھا۔ کیا سبب ہوا کہ اسلام لانے کے بعد تم مجھ سے اس لطف و مہربانی سے پیش آنے لگے؟ میں نے کہا پیغمبرؐ کے فرزندوں میں سے ایک نے مجھے یہ تعلیم دی ہے کہ ایسا کیا کروں۔ ماں نے کہا کیا وہ بھی تمہارے پیغمبرؐ ہیں؟ میں نے کہا نہیں، ہمارے پیغمبرؐ کے بعد کوئی دوسرا پیغمبرؐ مبعوث نہیں ہوا۔ وہ ہمارے پیغمبرؐ کے فرزند ہیں۔ ماں نے کہا یہ طریقے تو پیغمبروں کے ہوتے ہیں۔ تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ میری رہنمائی کرو تا کہ میں بھی دین اسلام قبول کرلوں۔ میں نے اسے ضروریات دین بتائے اور وہ مسلمان ہوگئی اس نے ظہر و عصر، مغرب عشاء کی نماز پڑھی نصف شب کو اس کی طبیعت خراب ہوئی۔ میں اس کے بستر کے کنارے تیمار داری میں مصروف رہا۔ اس نے کہا میرے عزیز فرزند ذرا اعتقادات اسلامی کو پھر دہراؤ میں نے انہیں دہرایا۔ اس نے ان کا اقرار کیا اور اسی رات کو اس نے دنیا سے آنکھیں پھیر لیں۔ کچھ مسلمانوں کی مدد سے اسلامی رسوم کے مطابق اس کا جنازہ اٹھایا اس پر نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کیا۔[1]

مغرب مساوات کی تو بات کرتا ہے لیکن اس نے عورت کی تضحیک و توہین کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کی عزت و احترام میں اور اس کے حقوق میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ اسلام نے عورت کی جسمانی اور ذہنی ساخت کو پیش نظر رکھ کر اس پر ذمہ داریاں عائد کی ہیں جو عین انصاف ہے۔ اسلام نے میراث میں عورت کا حق قرار دیا ہے۔ چونکہ اُسے دوسرے گھر جانا ہوتا ہے لہٰذا لڑکے کے مقابلے میں لڑکی کا حصہ میراث میں اکہرا ہے۔ اسی طرح محرم و نامحرم کے مسائل، حجاب کے ذریعہ عورت کو ان بد نگاہوں سے محفوظ رکھا گیا ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری سے عاری ہوتے ہیں اور شہوانی جذبات ان پر غالب ہوتے ہیں۔

۱۔ رتبہ والدین، صفحہ ۲۰ تا ۲۲۔ بحوالہ اصول کافی، شیخ محمد ابن یعقوب کلینی و بحار الانوار، علامہ محمد باقر مجلسی

ارشاد الٰہی ہے:

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِیمًا۔

ترجمہ: اے پیغمبرؐ! آپ اپنی بیویوں، نسبی یا پروردہ بیٹیوں، اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو (گردانی باندھ کے) اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے[1]۔

اسلام میں پابندی صرف عورتوں ہی پر نہیں مردوں پر بھی عائد ہے۔ اس سلسلے میں طریقہ کار کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِینَ یَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِیرٌ بِمَا یَصْنَعُونَ؛ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا یُبْدِینَ زِینَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُیُوبِهِنَّ وَلَا یُبْدِینَ زِینَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِی إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِی أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَیْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِینَ غَیْرِ أُولِی الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِینَ لَمْ یَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِینَ مِن زِینَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِیعًا أَیُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

ترجمہ: اور اے پیغمبرؐ! آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے اور بیشک اللہ ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر (گردانی باندھ کر) اپنے گریبانوں (سینوں) پر رکھیں اور اپنی زینت کو اپنے باپ دادا، شوہر، شوہر کے باپ دادا، اپنی اولاد، اور اپنے شوہر کی اولاد، اپنے بھائی اور بھائیوں کی اولاد اور بہنوں کی اولاد اور اپنی عورتوں اور اپنی کنیزوں اور گھر کے نوکر چاکر جو صورتاً تو مرد

۱۔ سورۂ احزاب، آیت ۵۹

ہیں (لیکن زیادتی سن کی وجہ سے عورتوں سے رغبت نہیں رکھتے) اور وہ بچّے جو عورتوں کے پردے کے موضوع ہی سے نا واقف ہوں ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور خبر دار اپنے پاؤں پٹک کر نہ چلیں کہ جس زینت (پاؤں کے زیور) کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہو جائے اور صاحبانِ ایمان تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہو کہ شاید اسی طرح تمہیں فلاح اور نجات حاصل ہو جائے[۱]۔

عریانی، فحاشی اور بے حجابی کی تہذیب نے اخلاقی دنیا میں جو ہلچل مچا رکھی ہے اس کا حل صرف اور صرف الٰہی مذہب دین اسلام کے تعلیمات میں ہے۔ اسلامی تہذیب ہی عورت کے حقوق اور اس کی عزت و حرمت کی پاسداری کا فریضہ انجام دیتی رہی ہے اور آئندہ بھی دے سکتی ہے، مغرب زدہ افکار اسے مانے یا نہ مانے لیکن "ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں"۔

منابع و مآخذ

- قرآن کریم
- فروغ ابدیت، جعفر سبحانی
- فروغ کافی، شیخ کلینی
- وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی
- رسالہ حقوق امام زین العابدین، ترجمہ مولانا حسنین باقری
- سفینہ البحار، شیخ عباس قمی
- بحار الانوار، علامہ مجلسی

۱۔ سورہ نور، آیت ۳۰ و ۳۱